DifaAhleSunnart.com

دفاع اہل سنت والجماعت دیوبند

المہدی والمسیح

کے بارے میں

پانچ سوالوں کا جواب

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان۔514122

سوالنامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ۔

آپ کے ساتھ ایک دودفعہ جمعہ نماز پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی، آپ کی تقاریر بھی سنیں، آپ کو دوسرے علمائے کرام سے بہت مختلف پایا، اور آپ کی باتوں اور آپ کے علم سے بہت متاثر ہوا ہوں، آپ سے نہایت ادب کے ساتھ اپنے دل کی تسلی کے لئے چند ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں، امید ہے جواب سے ضرور نوازیں گے۔

۱۔ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں کیا کیا نشانیا ں ہیں؟ اور وہ کب آئیں گے اور کہاں آئیں گے؟

۲۔ امام مہدی علیہ السلام کو کیا ہم پاکستانی یا پاکستان کے رہنے والے مانیں گے یا نہیں؟ کیونکہ پاکستانی آئین کے مطابق ایسا کرنے والا غیر مسلم ہے؟

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق ذرا وضاحت سے تحریر فرمائیں۔

۴۔ حضرت رسول اکرمؐ کی حدیث کے مطابق ایک آدمی کلمہ پڑھنے کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے، یعنی کلمہ صرف وہی آدمی پڑھتا ہے جس کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور خاتم النبیین پر مکمل یقین ہوتا ہے، اس کے باوجود ایک گروہ کو جو صدق دل سے کلمہ پڑھتا ہے، ان کو کافر کیوں کہا جاتا ہے؟

۵۔ اگر آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر مانتے ہیں تو ان کی واپسی کیسے ہوگی؟ اور ان کے واپس آنے پر ''خاتم النبیین'' لفظ پر کیا اثر پڑے گا؟

امید ہے کہ آپ جواب سے ضرور نوازیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کو مزید علم سے سرفراز فرمائے (آمین ثم آمین)

آپ کا مخلص

پرویز احمد عابد اسٹیٹ لائف، اسٹیٹ لائف

بلڈنگ، نواں شہر، ملتان

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصفطفی

امام مہدی کی نشانیاں

امام مہدی رضی اللہ عنہ کی نشانیاں تو بہت ہیں، مگر میں صرف ایک نشانی بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بیت اللہ شریف میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوگی۔ امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ازالۃ الخفاء میں لکھتے ہیں:

—

ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمائی ہے کہ امام مہدیؒ قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے، اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک امام برحق ہیں، اور وہ زمین کو عدل وانصاف کے ساتھ بھر دیں گے، جیسا کہ ان سے پہلے ظلم اور بے انصافی کے ساتھ بھری ہوئی ہوگی۔۔۔پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد سے امام مہدیؒ کے خلیفہ ہونے کی پیش گوئی فرمائی۔اور امام مہدیؒ کی پیروی کرنا ان امور میں واجب ہوا جو خلیفہ سے تعلق رکھتے ہیں جب کہ ان کی خلافت کا وقت آئے گا لیکن یہ پیروی فی الحال نہیں، بلکہ اس وقت ہوگی جبکہ امام مہدیؒ کا ظہور ہوگا، اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر بیعت ہوگی۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حدیث نبویؐ کی رو سے

(۱) سچے مہدیؒ کا ظہور قرب قیامت میں ہوگا۔

(۲) امام مہدیؒ مسلمانوں کے خلیفہ اور حاکم ہوں گے......اور

(۳) رکن ومقام کے درمیان حرم شریف میں ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوگی۔اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ جن لوگوں نے ہندوستان میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ان کا دعویٰ خالص جھوٹ تھا۔

۲۔ امام مہدی اور آئین پاکستان:

امام مہدی علیہ الرضوان جب ظاہر ہوں گے تو ان کو پاکستانی بھی ضرور مانیں گے، کیونکہ امام مہدی نبی نہیں ہوں گے، نہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے، نہ لوگ ان کی نبوت پر ایمان لائیں گے۔پاکستان کے آئین میں نبوت کا دعویٰ کرنے والوں اور جھوٹے مدعیان نبوت پر ایمان لانے والوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے، نہ کہ سچے مہدی کے ماننے والوں کو، امام مہدی کا نبی نہ ہونا ایک اور دلیل ہے اس بات کی کہ مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ جن لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور اسی کے ساتھ اپنے آپ کو ''نبی اللہ'' کی حیثیت سے پیش کیا، وہ نبی تو کیا ہوتے! ان کا مہدی ہونے کا دعویٰ بھی جھوٹ اور فریب تھا کیونکہ سچا مہدی جب ظاہر ہوگا تو نبوت کا دعویٰ نہیں کرے گا، نہ وہ نبی ہوگا۔پس مہدی ہونے کے دعوے کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مدعی جھوٹا ہے۔ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:۔

دعوی النبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم کفر بالجماع۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲)

اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا دعویٰ نبوت کرنا بالاجماع کفر ہے۔

ظاہر ہے کہ جو شخص حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے بالاجماع کافر ہو وہ مہدی کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ تو مسیلمہ کذاب کا چھوٹا بھائی ہوگا، اس کو اور اس کے ماننے والوں کو اگر آئین پاکستان میں ملت اسلامیہ سے خارج قرار دیا گیا ہے تو بالکل بجا ہے۔

۳۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک تمام امت محمدیہ (علیٰ صاحبھا الصلوۃ والسلام) کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، قرب قیامت میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے زمانہ میں جب کانہ دجال نکلے گا تو اس کو قتل کرنے کے لئے آسمان سے اتریں گے۔

یہاں تین مسئلے ہیں:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا۔

(۲) آسمان پر ان کا زندہ رہنا۔

(۳) اور آخری زمانے میں ان کا آسمان سے نازل ہونا۔

یہ تینوں باتیں آپس میں لازم وملزوم ہیں، اور اہل حق میں سے ایک بھی فرد ایسا نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا قائل نہ ہو، پس جس طرح قرآن کریم کے بارے میں ہر زمانے کے مسلمان یہ مانتے آئے ہیں کہ یہ وہی کتاب مقدس ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی، اور مسلمانوں کے اس تواتر کے بعد کسی شخص کے لئے یہ گنجائش نہیں رہ جاتی کہ وہ اس قرآن کریم کے بارے میں کسی شک وشبہ کا اظہار کرے، اسی طرح گذشتہ صدیوں کے تمام بزرگان دین اور اہل اسلام یہ بھی مانتے آئے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا اور یہ کہ وہ آخری زمانے میں دوبارہ زمین پر اتریں گے۔ اس لئے نسلاً بعد نسل ہر دور، ہر زمانے، ہر طبقے اور ہر علاقے کے مسلمانوں کا عقیدہ جو متواتر چلا آتا ہے، کسی مسلمان کے لئے اس میں شک وشبہ اور تردد کی گنجائش نہیں، اور جو شخص ایسے قطعی اجماعی اور متواتر عقیدوں کا انکار کرے وہ مسلمانوں کی فہرست سے خارج ہے۔

۱۸۸۴ء تک مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ تھے اور قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہونے والے تھے، چنانچہ وہ براہین احمدیہ حصہ چہارم میں (جو ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی) ایک جگہ لکھتے ہیں۔ ''حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص چھوڑ کر آسمانوں میں جا بیٹھے۔'' (ص ۳۶۱)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ''**هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله**'' یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا (ص ۴۹۸/۴۹۹)

ایک اور جگہ اپنا الہام درج کر کے اس کی تشریح اس طرح کرتے ہیں:

''**عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم للکفرین حصیراً**''

خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے، اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے، اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے'' یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف اور احسان کو قبول نہیں کریں گے، اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین سے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی بجلی قہری سے نیست ونابود کر دے گا اور یہ زمانہ اس زمانہ کے لئے بطور ارہاص کے واقع

ہوا ہے۔" (ص ۵۰۵)

مندرجہ بالا عبارتوں سے واضح ہے کہ ۱۸۸۴ء تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ تھے اور قرآن نے ان کے دوبارہ دنیا میں آنے کی پیش گوئی کی تھی۔ قرآن کریم کے علاوہ خود مرزا صاحب کو بھی الہام ہوا تھا، ۱۸۸۴ء سے لے کر اب تک نہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ آئے ہیں، اور نہ ان کی وفات کی خبر آئی ہے۔ اس لئے قرآن کریم کی پیش گوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور امت اسلامیہ کے چودہ سو سالہ متواتر عقیدے کی روشنی میں ہر مسلمان کو یقین رکھنا چاہیے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ آسمان سے نازل ہو کر دوبارہ دنیا میں آئیں گے، کیونکہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر احادیث میں ان کے دوبارہ آنے کی پیش گوئی فرمائی ہے۔ مرزا صاحب ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں:۔

"مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے۔ اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے، اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات ان کی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں...... مسلمانوں کی بدقسمتی سے یہ فرقہ بھی اسلام میں پیدا ہو گیا جس کا قدم دن بدن الحاد کے میدانوں میں آگے ہی آگے چل رہا ہے" (ازالہ اوہام ص ۵۵۷)

مرزا صاحب کے ان حوالوں سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوئیں:

اول: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کی قرآن کریم نے پیش گوئی کی ہے۔

دوم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث میں بھی یہی پیش گوئی کی گئی ہے۔

سوم: تمام مسلمانوں نے باتفاق اس کو قبول کیا ہے، اور پوری امت کا اس عقیدے پر اجماع ہے۔

چہارم: انجیل میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول بھی اس پیش گوئی کی تصدیق وتائید کرتا ہے۔

پنجم: خود مرزا صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی اطلاع الہام کے ذریعے دی تھی۔

ششم: جو شخص ان قطعی ثبوتوں کے بعد بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کو نہ مانے وہ دینی بصیرت سے یکسر محروم اور ملحد و بے دین ہے۔

۴۔ مسلمان کون ہے اور کافر کون؟

مسلمان وہ شخص کہلاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پورے دین کو دل وجان سے تسلیم کرتا ہو۔ کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اس پورے دین کو ماننے کا مختصر عنوان ہے۔ کیونکہ جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول مانتا ہے وہ لازماً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک بات کو بھی مانے گا۔ اس کے برعکس جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کسی قطعی یقینی اور متواتر چیز (جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے) کو نہیں مانتا وہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتا ہے۔ اس کا کلمہ پڑھنا محض جھوٹ، فریب اور منافقت ہے۔ چنانچہ منافق بھی یہ کلمہ پڑھتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "**واللہ یشھد ان المنافقین لکذبون**۔" یعنی "اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں"

منافق لوگ ایمان کا دعویٰ بھی کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ کو بھی غلط قرار دیا اور فرمایا: "**وما ھم بمومنین یخادعون اللہ والذین آمنوا**" یعنی یہ لوگ ہرگز مومن نہیں۔ محض خدا کو اور اہل ایمان کو دھوکہ دینے کے لئے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔" پس ان کے کلمہ طیبہ پڑھنے اور ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو جھوٹے اور بے ایمان کہا تو اس کی کیا وجہ تھی؟ یہی کہ وہ کلمہ صرف زبانی پڑھتے تھے، اور ایمان کا دعویٰ محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کرتے تھے، ورنہ دل سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

رسالت ونبوت پر ایمان نہیں رکھتے تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دین کی جو باتیں ارشاد فرماتے تھے ان کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔ پس اس سے یہ اصول نکل آیا کہ مسلمان ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی ایک ایک بات کو دل وجان سے ماننا شرط ہے، اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی کسی ایک بات کو بھی جھٹلاتا ہے، یا اس میں شک وشبہ کا اظہار کرتا ہے، وہ مسلمان نہیں، بلکہ پکا کافر ہے۔ اور اگر وہ کلمہ پڑھتا ہے تو محض منافقت کے طور پر مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے پڑھتا ہے۔

یہاں ایک اور بات کا بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے، وہ یہ کہ ایک ہے الفاظ کو ماننا، اور دوسرا ہے معنی ومفہوم کو ماننا۔ مسلمان ہونے کے لئے صرف دین کے الفاظ کو ماننا کافی نہیں، بلکہ ان الفاظ کے جو معنی ومفہوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک تواتر کے ساتھ تسلیم کئے گئے ہیں ان کو بھی ماننا شرط اسلام ہے۔ پس اگر کوئی شخص کسی دینی لفظ کو تو مانتا ہے، مگر اس کے متواتر معنی ومفہوم کو نہیں مانتا، بلکہ اس لفظ کے معنی وہ اپنی طرف سے ایجاد کرتا ہے، تو ایسا شخص بھی مسلمان نہیں کہلائے گا، بلکہ کافر وملحد اور زندیق کہلائے گا۔

مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں ایمان رکھتا ہوں کہ قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا، مگر میں یہ نہیں مانتا کہ قرآن سے مراد یہی کتاب ہے، جس کو مسلمان قرآن کہتے ہیں، تو یہ شخص کافر ہوگا۔
یا مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں ''محمد رسول اللہ'' پر ایمان رکھتا ہوں۔ مگر ''محمد رسول اللہ'' سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے کیونکہ مرزا صاحب نے وحی الٰہی سے اطلاع پا کر یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ ''محمد رسول اللہ'' ہیں چنانچہ وہ اپنے اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں لکھتے ہیں:

''پھر اسی کتاب (براہین احمدیہ) میں یہ وحی اللہ ہے: ''**محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔**'' اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی''
یا مثلا ایک شخص کہتا ہے کہ میں مانتا ہوں کہ مسلمانوں پر نماز فرض ہے، مگر اس سے یہ عبادت مراد نہیں جو پنج وقتہ ادا کی جاتی ہے تو ایسا شخص مسلمان نہیں۔
یا مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں مانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ علیہ السلام کے قرب قیامت میں آنے کی پیش گوئی کی ہے۔ مگر ''عیسیٰ بن مریم'' سے مراد وہ شخصیت نہیں جس کو مسلمان عیسیٰ بن مریم کہتے ہیں، بلکہ اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی یا کوئی دوسرا شخص ہے تو ایسا شخص بھی کافر کہلائے گا۔
یا مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں مانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر اس کے معنی وہ نہیں جو مسلمان سمجھتے ہیں کہ آپ ؐ آخری نبی ہیں، آپ ؐ کے بعد کسی کو نبوت نہیں عطا کی جائے گی، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اب نبوت آپ ؐ کی مہر سے ملا کرے گی، تو ایسا شخص بھی مسلمان نہیں بلکہ پکا کافر ہے۔
الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے تمام حقائق کو ماننا اور صرف لفظاً نہیں بلکہ اسی معنی ومفہوم کے ساتھ ماننا، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک متواتر چلے آتے ہیں۔ شرط اسلام ہے۔ جو شخص دین محمدی ؐ کی کسی قطعی اور متواتر حقیقت کا انکار کرتا ہے، خواہ لفظاً ومعنیً دونوں طرح انکار کرے، یا الفاظ کو تسلیم کر کے اس کے متواتر معنی ومفہوم کا انکار کرے، وہ قطعی کافر ہے، خواہ وہ ایمان کے کتنے ہی دعوے کرے، کلمہ پڑھے، اور نماز روزے کی پابندی کرے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کسی ایک بات کو جھٹلانا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانا ہے۔ اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات کو بھی جھٹلاتا ہے یا اسے غلط کہتا ہے، یا اس میں شک وشبہ کا اظہار کرتا ہے وہ دعویٰ ایمان میں قطعاً جھوٹا ہے۔

کفر کی ایک اور صورت

اسی طرح جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کسی بات کا مذاق اڑاتا ہے وہ بھی کافر اور بے ایمان ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی قطعی پیش گوئی فرمائی ہے، جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کا مذاق اڑاتا ہے، وہ بھی کافر ہوگا، کیونکہ یہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانا (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) خالص کفر ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی نبی کی طرف جھوٹ کی نسبت کرتے ہوئے کہتا ہے:

”ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں، اور کون زمین پر ہے، جو اس عقدے کو حل کرے۔“

(اعجاز احمدی ص ۱۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

تو ایسا شخص بھی کافر ہوگا، کیونکہ ایک نبی کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا تمام نبیوں کو بلکہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو جھوٹا کہنے کے ہم معنی ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص خدا کے نبی کی توہین کرتا ہے، مثلاً یوں کہتا ہے: ”لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں یا اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے قرآن میں یحییٰ کا نام ”حصور“ رکھا۔ مگر مسیح کا نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام رکھنے سے مانع تھے“

(وافع البلاء صفحہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

ایسا شخص بھی دعویٰ اسلام کے باوجود اسلام سے خارج اور پکا کافر ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے یا معجزہ دکھانے کا دعویٰ کرے یا کسی نبی سے اپنے آپ کو افضل کہے، مثلاً یوں کہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(وافع البلاء صفحہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اس شعر کا کہنے والا اور اس کو صحیح سمجھنے والا پکا بے ایمان اور کافر ہے، کیونکہ وہ اپنے آپ کو عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام سے بہتر اور افضل کہتا ہے۔

یا یوں کہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان جلد ۲ ش ۴۳ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

ایسا شخص بھی پکا بے ایمان اور کافر ہے۔ اور اس کا کلمہ پڑھنا ابلہ فریبی اور خود فریبی ہے۔

خلاصہ یہ کہ کلمہ طیبہ وہی معتبر ہے جس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کسی حقیقت کی قولاً یا فعلاً تکذیب نہ کی گئی ہو۔ جو شخص ایک طرف کلمہ پڑھتا ہے اور دوسری طرف اپنے قول یا فعل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی کسی بات کی تکذیب کرتا ہے اس کے کلمہ کا کوئی اعتبار نہیں، جب تک کہ وہ اپنے کفریات سے توبہ نہ کرے، اور ان تمام حقائق کو، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہیں، اسی طرح تسلیم نہ کرے جس طرح کہ ہمیشہ سے مسلمان مانتے چلے آئے ہیں، اس وقت وہ مسلمان نہیں، خواہ لاکھ کلمہ پڑھے۔

جن لوگوں کو کافر کہا جاتا ہے وہ اسی قسم کے ہیں کہ بظاہر کلمہ پڑھتے ہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا مذاق اڑاتے ہیں، آپ خود انصاف فرمائیں کہ ان کو کافر نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟

جس گروہ کی وکالت کرتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ''وہ صدق دل سے کلمہ پڑھتا ہے'' اس کے بارے میں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ لعین قادیان، مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کو ''محمد رسول اللہ'' مان کر کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتا ہے۔ اس کی پوری تفصیل آپ کو میرے رسالہ ''قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین'' میں ملے گی، یہاں صرف مرزا بشیر احمد قادیانی کا ایک حوالہ ذکر کرتا ہوں۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

> ''مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت کے بعد ''محمد رسول اللہ'' کے مفہوم میں ایک اور رسول (یعنی مرزا قادیانی) کی زیادتی ہوگئی، لہٰذا مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے آنے سے نعوذ باللہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا کلمہ باطل نہیں ہوتا، بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگتا ہے۔''

آگے لکھتا ہے:

> ''ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی، کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں...... پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود ''محمدؐ رسول اللہ'' ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر ''محمدؐ رسول اللہ'' کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی فتدبرو۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۵۸ از مرزا بشیر احمد قادیانی)

پس جو گروہ ایک ملعون، کذاب دجال قادیان کو ''محمد رسول اللہ'' مانتا ہو، اور جو گروہ اس دجال قادیان کو کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے مفہوم میں شامل کرکے اس کا کلمہ پڑھتا ہو اس گروہ کے بارے میں آپ کا یہ کہنا کہ ''وہ صدق دل سے کلمہ پڑھتا ہے'' نہایت افسوسناک ناواقفی ہے، ایک ایسا گروہ، جس کا پیشوا خود کو ''محمد رسول اللہ'' کہتا ہو، جس کے افراد

محمد پھر اتر آئے ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

کے ترانے گاتے ہوں، اور اس نام نہاد ''محمد رسول اللہ'' کو کلمہ کے مفہوم میں شامل کرکے اس کے نام کا کلمہ پڑھتے ہوں۔ کیا ایسے گروہ کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ''وہ صدق دل سے کلمہ پڑھتا ہے'' اور کیا ان کے کافر بلکہ اکفر ہونے میں کسی مسلمان کو شک وشبہ ہوسکتا ہے؟

۵۔ نزول عیسیٰ علیہ السلام اور ختم نبوت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا لفظ ''خاتم النبیین'' کے منافی نہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی جو فہرست حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی پر مکمل ہوگئی ہے، جتنے لوگوں کو نبوت ملنی تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پہلے مل چکی۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی، آپ صلی اللہ

علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص منصب نبوت پر فائز نہیں ہوگا۔شرح عقائد نسفی میں ہے: ''**اول الانبیاء آدم وآخرھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم**''

''یعنی سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی ہیں،اور مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے جن انبیاء کرام علیھم السلام پر ایمان رکھتے ہیں،ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں پس جب وہ تشریف لائیں گے،ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی ہونے کی حیثیت سے تشریف لائیں گے،ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت نہیں دی جائے گی،اور نہ مسلمان کسی نئی نبوت پر ایمان لائیں گے لہذا ان کی تشریف آوری لفظ خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ان کی تشریف آوری ''خاتم النبیین'' کے خلاف تو جب سمجھی جاتی کہ ان کو نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ملی ہوتی لیکن جس صورت میں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی ہیں تو حصول نبوت کے اعتبار سے آخری نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہے۔

اس تشریح کے بعد میں آپ کی خدمت میں دو باتیں اور عرض کرتا ہوں:

ایک یہ کہ تمام صحابہ کرام،تابعین عظام،ائمہ دین،مجددین اور علمائے امت ہمیشہ سے ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر بھی ایمان رکھتے آئے ہیں،اور دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے پر بھی ان کا ایمان رہا ہے،اور کسی صحابیؓ،کسی تابعیؒ،کسی امامؒ،کسی مجددؒ،کسی عالم کے ذہن میں یہ بات کبھی نہیں آئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا خاتم النبیین کے خلاف ہے،بلکہ وہ ہمیشہ یہ مانتے آئے ہیں کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی شخص کو نبوت نہیں دی جائے گی،اور یہی مطلب ہے آخری نبی کا۔شیخ السلام حافظ ابن حجر عسقلانی ''الاصابہ'' میں لکھتے ہیں:

فوجب حمل النفی علیٰ انشاء النبوۃ، لکل احد من الناس لاعلیٰ وجود نبی قد نبی قبل ذالک۔ (ص۴۲۵ج۱)

''آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں''،اس نفی کو اس معنی پر محمول کرنا واجب ہے کہ آپؐ کے بعد کسی شخص کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی،اس سے کسی ایسے نبی کے موجود ہونے کی نفی نہیں ہوتی جو آپؐ سے پہلے نبی بنایا جاچکا ہو۔''

ذرا انصاف فرمائیے کہ کیا یہ تمام اکابر خاتم النبیین کے معنی نہیں سمجھتے تھے؟ دوسری بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ **انا خاتم النبیین لانبی بعدی** (مشکوۃ:ص۲۶۵):میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اسی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر احادیث میں یہ پیش گوئی بھی فرمائی ہے کہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے،جیسا کہ پہلے باحوالہ نقل کرچکا ہوں،مناسب ہے کہ یہاں دو حدیثیں ذکر کردوں۔

اول:**عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس بینی وبینہ، نبی یعنی عیسیٰ علیہ السلام، وانہ نازل فاذارائیتموہ فاعرِ فوہ رجل مربوع، الی الحمرۃ والبیاض، بین ممترتین، کانہ راسہ یقطروان لم یصبہٗ بلل فیقاتل الناس علی الاسلام، فیدق الصلیب، ویقتل الخنزیر، ویضع الجزیۃ، ویھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الاالاسلام، ویھلک المسیح الدجال، فیمکث فی الارض اربعین سنتہ، ثم یتوفی فیصلی علیہ المسلمون۔** (ابوداؤد ص۵۹۴ج۲،مسند احمد ص۴۳۷ج۲،تفسیر ابن جریر ص۱۶ج۶،درمنثور ص۲۴۲ج۲،فتح الباری ص۳۵۷ج۶)

اول:حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔اور بے شک وہ نازل ہوں گے۔پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔وہ میانہ قد کے آدمی ہیں۔سرخی سفیدی مائل دو زرد چادریں زیب تن

ہوں گی۔ گویا ان کے سر سے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ اگر چہ اس کوتری نہ پہنچی ہو۔ پس لوگوں سے اسلام پر قتال کریں گے۔ پس صلیب کو توڑیں گے، اور خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ کو موقوف کردیں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے علاوہ باقی تمام ملتوں کو مٹادیں گے، اور وہ مسیح دجال کو ہلاک کردیں گے، پس چالیس برس زمین پر رہیں گے۔ پھر ان کی وفات ہوگی تو مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

دوم: عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقیت لیتہ اُسری بی ابراھیم وموسےٰ وعیسیٰ قال فتذاکروا امر الساعۃ، فردوا امرھم الی ابراھیم، فقال لاعلم لی بھا، فردوا الامر الی موسیٰ، فقال لاعلم لی بھا، فردوا الامر الی عیسیٰ فقال اماوجبتھا فلایعلمھا الا اللہ تعالیٰ ذالک، وفیما عھد الی ربی عزوجل ان الدجال خارج قال ومعی تضیبان، فاذارانی ذاب کما یذوب الرصاص، قال فیھلکہ اللہ (وفی روایۃ ابن ماجہ: قال: فانزل فاقتلہ)...... الی قولہ...... ففیما عھد الی ربی عزوجل ان ذالک اذا کان کذالک فان الساعتہ کالحامل المتم التی لایدری متیٰ تفجاء ھم بولاد ھالیلا اونھاراً۔

(ابن ماجہ ص ۳۰۹، مسند احمد ص ۳۷۵ ج ۱' ابن جریر ص ۷۲ ج ۱۷، مستدرک حاکم ص ۴۸۸، ۵۴۵ ج ۴، فتح الباری ص ۷۹ ج ۱۳' درمنثور ص ۳۳۶ ج ۴)

دوم: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ (اور دیگر انبیاء کرام) علیہم السلام سے ہوئی مجلس میں قیامت کا تذکرہ آیا (کہ قیامت کب آئے گی) سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا مجھے علم نہیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا انہوں نے بھی فرمایا مجھے علم نہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ قیامت کا ٹھیک وقت تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں۔ اور میرے رب عزوجل کا مجھ سے ایک عہد ہے کہ قیامت سے پہلے دجال نکلے گا تو میں نازل ہوکر اس کو قتل کروں گا۔ میرے ہاتھ میں دوشاخیں ہونگی۔ پس جب وہ مجھے دیکھے گا تو سیسے کی طرح پگھلنے لگے گا۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کردیں گے (آگے یاجوج ماجوج کے خروج اور ان کی ہلاکت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا) پس میرے رب کا جو مجھ سے عہد ہے وہ یہ ہے کہ جب یہ ساری باتیں ہوچکیں گی تو قیامت کی مثال پورے دنوں کی حاملہ کی ہوگی جس کے بارے میں کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ کس وقت اچانک اس کے وضع حمل کا وقت آجائے، رات میں یا دن میں۔

یہ دونوں احادیث شریفہ مستند اور صحیح ہیں۔ اب غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کو دوبارہ زمین پر نازل کرنے کا عہد کرتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرات انبیاء علیہم السلام کی قدسی محفل میں اس عہد خداوندی کا اعلان فرماتے ہیں، اور ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس گفتگو کا اظہار واعلان امت کے سامنے فرماتے ہیں۔ اس کے بعد کون مسلمان ہوگا جو اس عہد خداوندی کا انکار کرنے کی جرات کرے؟ اگر عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا آیت خاتم النبیین کے خلاف ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل کرنے کا کیوں عہد کرتے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے سامنے کیوں بیان فرماتے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت کے سامنے کیوں اعلان فرماتے؟ اس سے واضح ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے منکر ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی، تمام انبیاء کرام کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور پوری امت اسلامیہ کی تکذیب کرتے ہیں غور فرمایئے ایسے لوگوں کا اسلام میں کیا حصہ ہے؟ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۲۶/۷/۱۴۰۱ھ

ضمیمہ

سلام مسنون

کے بعد عرض ہے کہ میں کافی دنوں سے پریشان ہوں اور اپنی پریشانی کا تذکرہ یہاں کے تمام علماء سے کیا لیکن مجھے کسی سے بھی تشفی نہیں ہوئی۔ اب آپ سے اسلیئے رجوع کررہا ہوں کیونکہ آپ کے علم اور تحقیق کا ملک بھر میں چرچا ہے، اسلیے اس خط میں ذکر ہونے والی میری گزارشات کا برائے احسان وکرم مختصر سا جواب ارشاد نقل فرمادیں۔ اور ساتھ ہی اگر کسی کتاب کا کوئی حوالہ ہو وہ بھی درج فرمادیں، وہ گزارشات یہ ہیں۔

۱۔ حضرت محمد بن عبداللہ المعروف بہ امام مہدی کو لوگ کس وقت خلیفہ تسلیم کریں گے؟

۲۔ امام مہدی صرف مکہ اور مدینہ یا عرب کے لئے ہوں گے یا پوری دنیا کے لئے؟

۳۔ وقت خلافت عوام میں امام مہدی کی کتنی عمر گزر چکی ہوگی اور پھر خلیفہ بننے کے بعد امام مہدی کی قیادت میں اسرائیل سے جو جنگ ہوگی وہ خلیفہ بننے کے کتنا عرصہ بعد تک جاری ہوگی؟

۴۔ امام مہدی کیا کسی جنگ میں شہید ہوں گے یا ان کا انتقال ہوگا؟

۵۔ امام مہدی کن خصائل کی بناء پر عوام کے خلیفہ بنیں گے؟

۶۔ امام مہدی کے پیروکاروں کی تعداد اندازاًان کے اپنے وقت میں کتنی ہوگی؟

۷۔ بعض حضرات امام کے متعلق جو غار والا خاص عقیدہ رکھتے ہیں اس میں کتنی صداقت ہے اور اہل سنت حضرات کو اس بارے میں کیا خیال رکھنا چاہیے؟

۸۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول اگر مسجد اقصیٰ سے ہوگا تو وہ اس وقت تک آزاد ہو چکی ہوگی یا نہیں اور پھر کیا اترتے ہی حضرت مسیح علیہ السلام نماز عصر کے وقت جنگی صفوں میں شامل ہو جائیں گے اور قیادت امام مہدی کی ہوگی؟

۹۔ حضرت امام مہدی کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خلافت کا چناؤ کس طرح ہوگا؟ یعنی مسیح علیہ السلام اپنے خلیفہ ہونے کا دعویٰ خود کریں گے یا عوام بنائیں گے؟

۱۰۔ دجال کا سامنا امام مہدی سے ہوگا یا حضرت مسیح علیہ السلام سے ہوگا؟

۱۱۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی خلافت کتنا عرصہ ہوگی اور خلافت کے خاتمے کا کیا سبب ہوگا؟

۱۲۔ قیامت کا ظہور حضرت مسیح علیہ السلام کی خلافت کے خاتمہ کے ساتھ ہوگا یا بعد میں؟

۱۳۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی خلافت مکہ و مدینہ میں ہوگی یا پورے عرب میں یا پورے جہاں میں؟

۱۴۔ فتنہ دجال کب واقع ہوگا اور دجال سے مقابلہ امام مہدی کا ہوگا یا حضرت مسیح علیہ السلام کا ہوگا؟

۱۵۔ فتنہ دجال سے مقابلہ پورے عرب میں ہوگا یا تمام جہاں میں؟

۱۶۔ کیا دجال کا خاتمہ خلیفہ حق کی زندگی میں ہوگا یا بعد میں کوئی اور حالت ہوگی؟ اور کس کے ہاتھ سے دجال قتل ہوگا؟

۱۷۔ حضرت خضر علیہ السلام کی وفات سمندر یا پانی میں ہوئی جیسا کہ مشہور ہے؟

۱۸۔ حضرت اویس قرنیؒ ولی تھے یا صحابی یا فقط ولی تھے، گویا کیا تھے؟

۱۹۔ خرگوش کو حیض آتا ہے۔ پھر اسکی وجہ حرمت کیا ہے جیسا کہ مشہور ہے؟

۲۰۔ پنجہ سے پکڑ کر چیز کھانے والا جانور حرام ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہ حلال ہے؟ جیسا کہ یہ مسئلہ مشہور ہے۔ پھر طوطا اور یہ عام دیواری

کوا کیوں حلال ہے؟ تو پھر کیا گوہ، گدھا اور پہاڑی کوا بھی حلال ہے؟

۲۱۔ اور کیا یہ صحیح ہے کہ امام ابوحنیفہؒ امام جعفر کے شاگرد ہیں تو پھر ان دونوں میں سے علم وعمل اور درجہ کے اعتبار سے کسی امام کو اولیت واولویت دینی چاہیے؟

۲۲۔ کیا بعض حضرات کے بارہ امام قرآن وحدیث کی روشنی میں برحق تھے اور واقعی امام تھے؟

۲۳۔ اہلسنت حضرات کو بارہ اماموں کے متعلق کیا اور کیسا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

۲۴۔ مسیح علیہ السلام اور امام مہدی کا مرکز تبلیغ کون سی جگہ ہوگی؟

۲۵۔ جیسا کہ مشہور ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ایک نجدی کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ شخص حرم پاک کی بے حرمتی اور پورے عرب اور جہاں میں فتنہ وفساد کا سبب ہوگا؟ جب کہ خانہ کعبہ کی پہلی اینٹ گرانے والے کے متعلق آتا ہے کہ وہ حبشی اور چھوٹے قد کا یہودی ہوگا۔

طالب دعا

رانا محمد اشفاق خان

مکان ۱۲۶۱ محلّہ جنڈی والا کمالیہ شہر

ضلع فیصل آباد۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم ومحترم۔ زید مجدکم سلام مسنون

آپ کے مرسلہ سوالات کا مختصر سا جواب پیش خدمت ہے۔

۱۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان سے بیعت کس سنہ اور کس مہینے کی کس تاریخ کو ہوگی؟ یہ معلوم نہیں۔ حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک خلیفہ کی وفات پر اس کے جانشین کے مسئلہ پر اختلاف ہوگا۔ حضرت مہدی علیہ السلام اس خیال سے کہ یہ بار کہیں ان کے کندھے پر نہ ڈال دیا جائے مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ آجائیں گے۔ وہاں انکی شناخت کر لی جائے گی اور ان کے انکار وگریز کے باوجود انہیں اس ذمہ داری کو قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور حرم شریف میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت ہوگی۔

۲۔ ان کی خلافت عرب وعجم سب کے لئے ہوگی۔

۳۔ بوقت خلافت ان کا سن چالیس برس کا ہوگا۔ سات برس خلیفہ رہیں گے۔ دو برس حضرت عیسی علیہ السلام کی رفاقت میں گزریں گے۔ کل عمر ۴۹ برس ہوگی۔ اسرائیل کے ساتھ ان کی جنگ کے بارے میں کوئی روایت مجھے معلوم نہیں البتہ رومیوں کے ساتھ ان کا جہاد کرنا روایات میں آتا ہے یہ جہاد سات سال تک جاری رہے گا اس کے بعد دجال کا ظہور ہوگا اور حضرت مہدیؓ دجال کی فوج کے مقابلہ میں صف آرا ہوں گے اس اثنا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور حضرت مہدیؓ ان کی رفاقت میں دجال کی فوج کے خلاف جہاد کریں گے۔

۴۔ جنگ میں شہید نہیں ہوں گے۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ کہاں وفات ہوگی صرف اتنا آتا ہے **ثم یموت ویصلی علیه المسلمون**۔ (مشکوۃ ص ۴۷۱) یعنی "پھر ان کا انتقال ہو جائے گا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے"

۵۔ احادیث میں حضرت مہدی کا حلیہ ذکر کیا گیا ہے جس سے انکی پہچان ہوگی، اور کچھ اسباب من جانب اللہ ایسے رونما ہونگے کہ وہ قبول خلافت پر اور لوگ ان کی بیعت پر مجبور ہو جائیں گے۔

۶۔ حضرت مہدیؓ کے رفقاء کی تعداد کا علم اللہ تعالی کے سوا کسی کو نہیں، وہ تمام مسلمانوں کے امام ہوں گے اور بے شمار لوگ ان کے رفیق

ہونگے ،ایک روایت کے مطابق پہلی بیعت (جورکن ومقام کے درمیان ہوگی) کرنے والوں کی تعداد۳۱۳ ہوگی۔مگر یہ روایت کمزور ہے۔ اوربعض اکابر نے اس کوصحیح قرار دیا ہے۔

۷۔ حضرت مہدیؓ کے بارے میں ان حضرات کا یہ عقیدہ کہ وہ کسی نامعلوم غار میں روپوش ہیں اہل سنت کے نزدیک صحیح نہیں۔

۸۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت مسجد اقصیٰ مسلمانوں کی تحویل میں ہوگی،حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع دمشق کے شرقی منارہ کے پاس اتریں گے،اور پہلی نماز میں حضرت مہدیؓ کی اقتداء کریں گے،بعد میں امامت کے فرائض حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنفس نفیس انجام دیا کریں گے،اور جہاد کی قیادت بھی آپ کے ہاتھ ہوگی۔حضرت مہدیؓ ان کے رفیق اور معاون کی حیثیت اختیار کریں گے۔

نوٹ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کی متواتر احادیث میں خبر دی ہے۔''مسیح موعود'' کی اصطلاح اسلامی لٹریچر میں نہیں آئی ،یہ اصطلاح مرزا غلام احمد قادیانی دجال قادیان نے اپنے مطلب کے لئے گھڑی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ چھوڑ کر ہمیں مرزا غلام احمد قادیانی کی گھڑی ہوئی اصطلاح نہیں اپنانی چاہیے۔

۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا خلیفہ کی حیثیت سے ہوگا اور یہ حیثیت ان کی اہل اسلام کے معتقدات میں شامل ہے۔اس لئے ان کا آسمان سے نازل ہونا ہی ان کا چناؤ ہے۔چنانچہ جب وہ نازل ہوں گے تو حضرت مہدی علیہ الرضوان امورخلافت ان کے سپرد کر کے خود ان کے مشیروں میں شامل ہوجائیں گے،اور تمام اہل اسلام ان کے مطیع ہوں گے،اس لئے نہ کسی دعویٰ کی ضرورت ہوگی،نہ رسمی چناؤ یا انتخاب کی۔

۱۰۔ دجال حضرت مہدی علیہ الرضوان اوران کے لشکر کا محاصرہ کئے ہوئے ہوگا،حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر اس کے مقابلہ کے لئے نکلیں گے،اور مقام لُد پر اس کو قتل کردیں گے،اور مسلمان دجال کے لشکر کا صفایا کردیں گے۔

۱۱۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال زمین پر رہیں گے،پھر آپ کا انتقال ہوگا اور مسلمان آپ کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔'' زمین میں آپ کا چالیس سالہ قیام خلیفہ کی حیثیت سے ہوگا۔گویا نزول کے بعد مدۃ العمر خلیفہ رہیں گے۔اس سے آپ کی مدت خلافت اور انتہائے خلافت کا سبب معلوم ہوا۔

۱۲۔ قیامت کا قیام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوگا۔آپ کی وفات کے کچھ ہی عرصہ بعد آفتاب مغرب سے نکلے گا۔توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا،دابۃ الارض نکلے گا اور دیگر علامات قیامت جلد جلد رونما ہوگی۔یہاں تک کہ کچھ عرصہ بعد صور پھونک دیا جائے گا۔

۱۳۔ پورے جہان میں،دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہ ہوگا جہاں آپ کی خلافت نہ ہو۔

۱۴۔ فتنہ دجال حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کے سات سال بعد ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے وقت حضرت مہدی علیہ الرضوان دجال کے مقابلے میں ہوں گے،اور مسلمانوں کا لشکر بیت المقدس میں محصور ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر حصار توڑ دیں گے،خود دجال کا تعاقب کرتے ہوئے مقام لد پر اس کو قتل کردیں گے۔مسلمانوں اور دجال کے لشکر کا کھلے میدان میں مقابلہ ہوگا جس میں لشکر دجال کا صفایا کردیا جائے گا۔

۱۵۔ دجال سارے جہاں میں فتنہ پھیلائے گا۔مگر اس کا مقابلہ ملک شام میں ہوگا۔

۱۶۔ دجال کا خاتمہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہوگا،دجال اور فتنہ دجال کے خاتمہ کے بعد صرف اسلام باقی رہ جائے گا۔اور دیگر تمام مذاہب مٹ جائیں گے۔

۱۷۔ اس کی کچھ اصل نہیں۔

۱۸۔ جلیل القدر تابعی۔

۱۹۔ اس میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی۔حیض آنا وجہ حرمت نہیں۔اس لئے خرگوش حلال ہے۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خرگوش کا ہدیہ پیش کیا جانا حدیث سے ثابت ہے۔

۲۰۔ پنجہ سے پکڑنے والے جانور حرام نہیں، بلکہ پنجہ سے شکار کرنے والے حرام ہیں۔دونوں میں فرق ہے۔
طوطا حلال ہے،کوے کی کئی قسمیں ہیں۔بعض حلال ہیں بعض مکروہ،بعض حرام۔گوہ حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ یہ حشرات الارض میں شامل ہے۔گدھ حرام ہے۔کیونکہ یہ پنجے سے شکار کرتا ہے اور مردار کھاتا ہے۔پہاڑی کوا اگر دانے کھاتا ہے تو حلال ہے اور اگر مردار کھاتا ہے تو نہیں۔

۲۱۔ یہ غلط ہے کہ امام ابوحنیفہؒ امام جعفرؒ کے شاگرد تھے۔یہ دونوں بزرگ ہم سن ہیں۔امام جعفر کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۴۸ھ میں،جبکہ امام ابوحنیفہ کے سن ولادت میں تین قول ہیں ۶۰ھ، ۷۰ھ، اور ۸۰ھ اور یہ آخری قول زیادہ مشہور ہے۔ان کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔امام ابوحنیفہؒ نے امام جعفرؒ کے اساتذہ و اکابر سے علم حاصل کیا تھا۔اوران کے والد امام محمد باقرؒ کی زندگی میں مسند فتوی پر فائز تھے،اس لئے ان کی شاگردی کا افسانہ محض غلط ہے۔

۲۲۔ جن اکابر کو بعض لوگ ''بارہ امام'' کہتے ہیں وہ اہل سنت کے مقتدا و پیشوا ہیں ان کے عقائد ٹھیک وہی تھے جو اہل سنت کے عقائد ہیں، بعض لوگ ان کے بارے میں جو کہتے ہیں کہ وہ ساری عمر تقیہ کرتے رہے،یعنی ان کے عقائد کچھ اور تھے،مگر از راہ تقیہ وہ اہل سنت کے عقائد ظاہر کرتے رہے،یہ ان اکابر پر بہتان ہے۔جو مسائل ان اکابر کی طرف اہل سنت کے خلاف منسوب کئے جاتے ہیں وہ بھی ان پر افترا ہے۔یہ حضرات خود بھی ان مسائل سے برات کا اعلان فرماتے تھے۔اوران مسائل کے نقل کرنے والے راویوں پر لعنت کرتے تھے۔

۲۳۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے تھے قرب وولایت کے بلند مراتب پر فائز تھے،صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدینؓ کی عظمت کے قائل تھے، نہ وہ معصوم تھے نہ مفترض الطاعت،نہ مامور من اللہ۔

۲۴۔ مکہ۔مدینہ۔بیت المقدس

۲۵۔ جس شخص کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا وہ خارجیوں کے ساتھ جنگ نہروان میں قتل ہوا۔جس حبشی کے کعبہ شریف کو ڈھانے کا فرمایا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آخری زمانہ میں ہوگا۔واللہ اعلم۔